مالیخولیا
(Schizophrenia)

تعارف :

یہ ایک ایسا مرض ہے جو دماغی امراض میں سب سے شدید اور عام ہے بعض اوقات اس مرض کی علامات اس وقت ظاہر ہوتی ہیں جب انسان پریشانیوں اور الجھنوں کا شکار ہوتا ہے۔ مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) دیگر امراض کی طرح کا ہی ایک مرض ہے اور اس مرض کا شکار ہونے والے مریض کی وہی حیثیت ہے جو کسی بھی دوسری بیماری میں مبتلا فرد کی ہوتی ہے۔

مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) کے مریض میں معاشرے کے دیگر افراد کی طرح تمام تر صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔ وہ ذہانت کے اعتبار سے بھی کسی سے کم نہیں ہوتے اور اگر انہیں ان کی بیماری کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کردی جائیں تو اس کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ اس کتابچے کا مقصد یہ بھی ہے کہ مریض اور ان کے اہل خانہ کو اس بیماری کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کی جاسکیں۔

مریض اور ان کے اقرباء سے گفتگو کے دوران ہمیں ان تمام غلط فہمیوں کا علم ہو چکا ہے جو اس مرض کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔

ایک غلط فہمی جو اس مرض کے بارے میں ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ مرض تعویز، سفلی عمل اور دیگر مافوق الفطرت عناصر کے سبب ہوتا ہے اور جب کسی فرد پر کسی آسیب یا تعویز کا اثر ہوجاتا ہے تو اس مرض کی علامات پیدا ہوتی ہیں۔ چونکہ اس مرض کا شکار ہونے والے افراد طرح طرح کے فریب اور اوہام میں مبتلا ہوجاتے ہیں یعنی انہیں وہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں جو نا پید ہوتی ہیں اور وہ آوازیں سنائی دیتی ہیں جو نا پید ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہمارے مریضوں کی ایک بڑی تعداد ان عاملوں اور نام نہاد پیروں کے مظالم کا شکار ہوجاتی ہے۔ یہ عامل حضرات مریض کو کسی بدروح کے زیر اثر قرار دیتے ہوئے اس کو طرح طرح کی جسمانی ایذاء اس غرض سے دیتے ہیں کہ اس طرح سے اس بدروح سے مریض کو نجات مل جائے گی۔

علامات

اس مرض میں جو علامات عام طور پر پائی جاتی ہیں وہ درج ذیل ہیں، اگر ان میں چند علامات بھی ظاہر ہوں تو اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ مالیخولیا کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔

بے خوابی، بھوک کی کمی، بے ربط گفتگو، بلاوجہ غصہ اور مار پیٹ، توڑ پھوڑ، اپنے عزیزوں سے نفرت اور بلاوجہ نفرت کا گمان، کانوں میں طرح طرح کی آوازیں آتی ہیں۔ عجیب عجیب شکلیں نظر آتی ہیں۔ بے سبب خوشبو اور بدبو کا احساس ہوتا ہے۔ کبھی مریض کو بہت بڑی شخصیت ہونے کا گمان ہوتا ہے اور خواہ مخواہ کا شک ہوتا ہے کہ جیسے ساری دُنیا نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔ بعض مریض گوشہ نشینی اختیار کر لیتے ہیں یا پھر کئی گھنٹوں ایک ہی کیفیت میں کھڑے ہو کر ایک ہی شئے کو مسلسل دیکھتے رہتے ہیں۔ انہیں اپنے حلیئے کا ہوش ہوتا ہے نہ اردگرد کے ماحول کا خیال، نہ بچوں سے دلچسپی ہوتی ہے اور نہ کسی کام سے لگاؤ۔ آپ لاکھ ان سے سوالات کریں لیکن جواب میں خاموشی ہوتی ہے۔ اور کچھ مریض بولتے ہیں تو پھر بے تکان بولتے ہیں۔ اس مرض میں مبتلا افراد خودکشی بھی کر بیٹھتے ہیں۔ کئی کئی وقت اس لئے کھانا نہیں کھاتے کہ انہیں یہ شک ہوتا ہے کہ اس میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ عزیزوں پر شک ہوتا ہے کہ انہوں نے جادو یا سفلی عمل کروا دیا ہے۔ غرض یہ کہ ایسی تمام باتیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی مریض ان پر پختہ یقین کر بیٹھتا ہے اور اپنی گفتگو اور عمل سے اس کا اظہار کرتا ہے۔ علاوہ ازیں رویے میں کوئی بھی غیر معمولی تبدیلی اس مرض کی علامات ہو سکتی ہے۔

وجوہات

اگرچہ برسوں کی تحقیق کے باوجود اس مرض کی وجوہات کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا تاہم ابھی تک دو ایسے اسباب سامنے آئے ہیں جن پر محققین کی اکثریت کو اتفاق ہے۔

(۱) پیدائشی اثرات:

یہ مرض جب حملہ کرتا ہے تو دماغ میں موجود کیمیائی اجزاء میں گڑبڑ ہو جاتی ہے کسی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور کسی میں کمی۔ جب مریض ٹھیک ہو جاتا ہے تو یہ اجزاء دوبارہ اپنی مناسب ترتیب پر واپس آ جاتے ہیں۔ ایسے مریضوں کا دماغ پیدائشی طور پر کسی نہ کسی طرح متاثر ہوتا ہے۔

اگر کسی کے والدین یا بہن بھائیوں میں سے کسی کو یہ مرض لاحق ہو تو پھر مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) میں مبتلا ہونے کے امکانات دس گنا بڑھ جاتے ہیں۔ اگر ہم شکل جڑواں بہن بھائی میں سے کسی کو یہ مرض لاحق ہوجائے تو دوسرے کیلئے اس مرض میں مبتلا ہونے کا امکان 50 فیصد ہوتا ہے۔ اگر کسی کا دور کا عزیز اس مرض کا شکار ہوجائے تو اس مرض کا امکان اس حد تک تو نہیں ہوگا جس حد تک سگے بہن بھائی کو مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) لاحق ہونے کی صورت میں ہوسکتا ہے۔ لیکن دوسرے افراد کے مقابلے میں ان لوگوں کے اس مرض میں مبتلا ہونے کا احتمال پھر بھی زیادہ ہوگا۔ جن کے دور کے عزیز مثلاً چچا، ماموں، خالہ زاد بہن یا پھوپھی زاد بھائی یا نانا وغیرہ مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) میں مبتلا ہو چکے ہوں۔

اگر والدین میں سے کسی ایک کو مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) ہو اور دیگر افراد خانہ اس سے محفوظ ہوں تو بچوں کا اس مرض میں مبتلا ہونے کا امکان دس میں سے ایک ہے۔ یعنی اگر ان کے دس بچے ہوں تو ان میں صرف ایک ہی کے اس مرض میں مبتلا ہونے کا احتمال ہے۔

(۲) الجھنیں اور مسائل :

انسانی زندگی میں رونما ہونے والے واقعات اور حادثات کا بھی دماغ پر براہ راست اثر ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات صدمات کی وجہ سے بیماری میں شدت پیدا ہوجاتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ بیماری کا آغاز اسی وقت ہو جب کسی فرد کو شدید مسائل اور الجھنوں کا سامنا ہو۔ یہ غلط فہمی دور ہوجانی چاہیے کہ یہ بیماری کسی صدمے یا ذہنی الجھن کے بغیر لاحق نہیں ہوسکتی۔

علاج

اس مرض کا فوری طور پر علاج کرانا بہت ضروری ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو کئی زندگیاں اس کی لپیٹ میں آ کر تباہ ہوجاتی ہیں۔ ازدواجی تعلقات ہمیشہ کیلئے منقطع ہوجاتے ہیں۔ روزگار ختم ہوجاتا ہے اور اس طرح ایک فرد کی بیماری تمام خاندان کیلئے مسائل کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اگر اس بیماری کے علاج پر شروع سے توجہ دی جائے تو صحت یابی کے امکانات بہت روشن

ہوتے ہیں۔ لیکن اگر علاج دیر سے کیا جائے تو مرض پُرانا ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے علاج کیلئے زیادہ وقت درکار ہوتا ہے اور پوری طرح صحت یابی کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

بعض مریض حکیم، ہومیوپیتھ اور دیگر غیر سند یافتہ ڈاکٹروں، پیروں، فقیروں اور مزاروں اور درگاہوں میں پھنس کر اپنا وقت اس قدر برباد کر دیتے ہیں کہ مرض لاعلاج ہو جاتا ہے۔

مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) کے علاج کے سلسلے میں یہ بات جان لینا ضروری ہے کہ یہ ایک ذہنی بیماری ہے اور اس کا علاج ذہنی علاج کے ماہرین ہی کر سکتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح آنکھوں کے امراض کا علاج آنکھ کا ماہر ڈاکٹر بہتر کر سکتا ہے اور آپریشن سرجن ہی کر سکتا ہے۔

علاج کے سلسلے میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اگر مریض علاج کے ابتدائی دنوں میں صحت یاب نہ ہو تو مایوس نہیں ہونا چاہیے معالجین کی حتیٰ الامکان کوشش ہوتی ہے کہ مریض کو جلد از جلد مرض سے نجات دلائی جائے لیکن بعض مریضوں پر ادویات جلد اثر نہیں کرتی ہیں۔ اس لئے مایوس ہو کر علاج ترک کرنے کے بجائے معالج کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے علاج جاری رکھیں اور خدا سے صحت یابی کی دُعا کریں۔ کیونکہ شفا دینے والی خدا ہی کی ذات ہے۔ معالج صرف ایک وسیلہ ہے۔

علاج کے ابتدائی دنوں میں پیدا ہونے والی مشکلات

مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) کے علاج کے دوران بعض مریضوں میں کچھ نئی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جس سے مریض اور ان کے اہل خانہ گھبرا کر علاج ترک کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ علامات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ دوا اپنا اثر کر رہی ہے اگر معالج کی ہدایت پر پوری طرح عمل پیرا ہوتے ہوئے باقاعدگی سے مریض کا معائنہ کروایا جائے تو یہ علامات زیادہ شدت اختیار نہیں کرتیں اور معالج ابتدا ہی میں ان کا سدباب کر دیتا ہے۔ جو علامات یا شکایات علاج کے ابتدائی دنوں میں پیدا ہو سکتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

منہ کی خشکی، ہاتھ پیروں کی کپکپاہٹ، جسم میں تناؤ، زبان کی لکنت، عورتوں میں ماہواری کی بے قاعدگی، مردوں میں انزال کی دشواری، یادداشت کی کمزوری، یہ شکایات تمام مریضوں میں پیدا نہیں ہوتی ہیں۔

مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) کا علاج تین مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔

(۱) ادویات:

خوش قسمتی سے ان دنوں اس مرض کے علاج کیلئے انتہائی موثر ادویات دریافت ہو چکی ہیں ورنہ گزشتہ برسوں میں تو یہ حالت تھی کہ اس قسم کے مریض اوران کے رشتہ دار شدید دشواریوں کا شکار ہو جاتے تھے۔

اس بیماری کے علاج میں جو ادویات استعمال ہوتی ہیں ان کا اثر عام طور پر دس پندرہ دنوں میں شروع ہوتا ہے جب خون میں دوا کی مناسب مقدار جمع ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ایک دوا سے اگر خاطر خواہ افاقہ نہ ہو تو دوسری دوا تجویز کی جاتی ہے اس طرح معالج مریض کیلئے موثر ترین دوا کا انتخاب کرتا ہے۔

معالج کی تجویز کردہ ادویات کا باقاعدگی سے استعمال بہت ضروری ہے اور اس سلسلے میں ذراسی لاپرواہی مرض کی علامات دوبارہ لوٹ آنے کا سبب ہوتی ہے۔اس سلسلے میں یہ جان لینا بہت ضروری ہے کہ دوا کی آدھی گولی بھی اپنی طرف سے کم یا زیادہ نہ کریں تاکہ مرض کی علامات دوبارہ پیدا نہ ہوں۔

دوسری بات یہ کہ مرض سے پوری طرح نجات مل جانے کے بعد معالج کی ہدایت پر ادویات کا استعمال جاری رکھنا انتہائی ضروری ہے۔اور اس کے ساتھ باقاعدگی سے مشورہ اور معائنہ بھی کراتے رہنا چاہیے۔اس طرح مرض کے لوٹ آنے کا خدشہ نہیں رہتا۔

مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) کی ادویات دیگر ادویات کے ساتھ استعمال کرنے میں کسی تکلیف کا احتمال نہیں ہے۔ تاہم مریض کو چاہیے کہ جب بھی وہ کسی عارضے کیلئے کسی معالج کے پاس جائے تو معالج کو ان ادویات کے بارے میں ضرور آگاہ کردے۔ جو وہ مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) سے محفوظ رہنے کیلئے استعمال کر رہا ہے۔

(۲) معلومات و مشاورت:

ہمارا خیال ہے کہ مریض اوران کے اہل خانہ کو اس مرض کے بارے میں خاطر خواہ معلومات

ہونی چاہئیں۔ اسی لئے ہم نے یہ کتابچہ تیار کیا ہے اور ہم دوران علاج بھی اس سلسلے میں معلومات فراہم کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ جس قدر مریض اور ان کے اہل خاندان اس مرض کے بارے میں جانیں گے، اسی قدر علاج اور مریض کی دیکھ بھال کا کام آسان ہوگا۔

مریض کو محض ادویات دے دینا اور مریض اور اس کے عزیز و اقارب کو اس مرض کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کر دینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ مریض اور ان کے اہل خانہ کو ایسے ہمدرد، قابل اعتماد اور باصلاحیت نفسیاتی معالج کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کے مسائل کا جائزہ لے کر مسائل کے حل کے سلسلے میں صحیح رہنمائی کر سکے تاکہ مریض کے ذہن پر مسائل اور الجھنوں کا اتنا بوجھ نہ پڑے جو اس مرض کی علامات دوبارہ پیدا ہونے کا سبب ہوں اور علاج کے بعد وہ زندگی کے معمولات بہتر طور پر انجام دے سکے۔

(۳) مشینی علاج:

مشینی علاج جب ادویات کے ساتھ کیا جاتا ہے تو اکثر مریضوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ کم از کم دس بار مشینی علاج کیا جائے اور اگر زیادہ ضرورت ہو تو معالج کے مشورے کے مطابق عمل کیا جائے۔ اس علاج میں کچھ عارضی تکالیف بھی ہوتی ہیں مثلاً بھول، سردرد، چکر، جسم میں درد وغیرہ اور شاذ و نادر لاکھوں میں سے کسی ایک مریض کی ہڈی پر ضرب بھی آجاتی ہے۔ اس سے بچنے کیلئے ایک احتیاطی تدبیر یہ ہے کہ مریض کو بے ہوش کر کے مشینی علاج کیا جائے۔ مگر ایک تو یہ طریقہ انتہائی مہنگا ہے دوسرے بے ہوشی کے بھی اپنے کچھ خطرات ہوتے ہیں۔

مشینی علاج اس بیماری میں انتہائی موثر ثابت ہوا ہے۔ اکثر لوگوں کے ذہن میں اس طریقہ علاج کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ کچھ تو اسے آخری علاج تصور کرتے ہیں اور کچھ اسے نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ دراصل یہ غلط فہمیاں بھی نیم حکیموں کی پیدا کردہ ہیں یا پھر خود اپنے ذہن کی اختراع ہیں۔ طب میں کوئی آخری علاج نہیں ہوتا، بلکہ بہتر سے بہتر علاج کی کوشش کی جاتی ہے۔ مشینی علاج کی افادیت سے دُنیا کے تمام ماہرین دماغی امراض متفق ہیں۔

هسپتال میں داخل کرنے کی ضرورت

مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) کے مریضوں کو عام طور پر داخل کر کے علاج کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ مریض خود کو بیمار ہی نہیں سمجھتا۔ اور اسی لئے علاج پر آمادہ بھی نہیں ہوتا، چنانچہ مرض کی شدت میں مریض کو دوا کھلانا اور معائنہ کی غرض سے ہسپتال لانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔ پھر بعض اوقات مرض کی شدت میں اس بات کا خدشہ ہوتا ہے کہ مریض خود کو یا اپنے اہل خانہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا بیٹھے۔ چنانچہ ہسپتال میں داخل کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اکثر مریض شکوک وشبہات کی بناء پر نہ صرف یہ کہ دوا کھانے پر آمادہ نہیں ہوتے بلکہ کھانا پینا بھی ترک کر دیتے ہیں اور اس طرح مسلسل فاقوں سے ان کی جان پر بن آتی ہے۔ ہسپتال کا عملہ ہی اس قسم کے مریضوں کی مناسب دیکھ بھال کر سکتا ہے۔ اور انہیں دوائیں اور غذائیں دے سکتا ہے۔ اور اگر مریض دوا یا غذا نہ لے رہا ہو تو انجکشن اور ڈرپ کے ذریعے سے ان کے جسم کو ضروری ادویات پہنچائی جاتی ہیں اور غذا کی کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بعض اوقات گھریلو مسائل اور الجھنیں بھی اس مرض کی علامات پیدا کرنے کا اہم سبب ہوتی ہیں۔ چنانچہ اگر کچھ عرصے کیلئے مریض کو گھر کے ماحول سے دور کر دیا جائے تو بھی خاطر خواہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اس لئے بھی مریض کو ہسپتال میں داخل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ہسپتال میں داخل کرنے کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس طرح مریض تمام وقت معالج کی زیر نگرانی رہتا ہے۔ اور معالج کو مرض کی نوعیت سمجھنے اور بہتر سے بہتر علاج کرنے کا بھرپور موقع میسر آجاتا ہے۔ اس طرح مرض کی علامات پر جلد قابو پایا جا سکتا ہے۔

مزید یہ کہ ہسپتال میں قیام کے دوران ماہر نفسیات کو مریض سے اس کے مسائل کے بارے میں گفتگو کا موقع ملتا ہے اور اس طرح ہسپتال سے رخصت ہونے کے بعد ماہر نفسیات زندگی کے لائحہ عمل کے تعین میں اس کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ اس دوران میں مریض کے اہل خانہ سے گفتگو کر کے اس کے مستقبل کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ہسپتال میں قیام اس اعتبار سے سودمند ثابت ہوتا ہے کہ اس دوران مریض مختلف قسم کے سودمند مشاغل اپنا لیتا ہے، ہسپتال کے ماہرین مریض کو چھوٹے موٹے کام اور ہنر سکھاتے ہیں۔ اس طرح اس کی وہ صلاحیتیں جو بیماری

کے دوران متاثر ہوچکی ہیں دوبارہ بروئے کار آتی ہیں۔

لیکن ہسپتال میں داخل کرنا صرف اسی صورت میں سودمند ہوسکتا ہے جب مریض کے اہل خاندان اس سلسلے میں ہسپتال کے عملے سے تعاون کریں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ دشواری مریض سے ملاقات کے اوقات کے بارے میں ہوتی ہے۔ عزیز واقارب کی خواہش ہوتی ہے کہ تمام وقت مریض ان کی نظروں کے سامنے رہے۔ لیکن ایسا کرنے سے علاج میں شدید خلل واقع ہوتا ہے۔ ایک مریض کے عزیز واقارب کی آمد کا لامتناہی سلسلہ نہ صرف اس مریض کے آرام وعلاج میں خلل ڈالتا ہے بلکہ ہسپتال میں داخل دوسرے مریض بھی اس سے بُری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے ہسپتال میں مریضوں سے ملاقات کے اوقات متعین کردیئے گئے ہیں۔ اور آپ سے درخواست ہے کہ صرف انہی اوقات میں ملاقات کیلئے تشریف لائیں تاکہ مریض کے علاج اور آرام میں خلل واقع نہ ہو۔

مریض کے ٹھیک ہونے کے امکانات
(PROGNOSIS)

یہ ایک شدید بیماری ہے۔ صرف پچاس فیصد مریض ایسے ہیں جو صحیح علاج سے بالکل ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ 40 فیصد ایسے ہیں جن کو ٹھیک رہنے کیلئے ادویات کا مستقل استعمال کرنا پڑتا ہے۔ تقریباً 10 فیصد ایسے ہوتے ہیں جو ادویات سے کچھ تو ٹھیک ہوجاتے ہیں مگر پوری طرح کبھی ٹھیک نہیں ہوپاتے۔ کسی خاص مریض کے بارے میں پہلے سے یہ پیشن گوئی کرنا ناممکن ہے کہ اوپر دی گئی اقسام میں سے وہ کس میں شامل ہوگا مگر بہتر نتائج کی اُمید کی جاسکتی ہے اگر مندرجہ ذیل صورتحال موجود ہو۔

(۱) مرض کے شروع ہوتے ہی علاج کروالیا جائے۔

(۲) ادویات کے ساتھ مشین کا علاج بھی کروایا جائے۔

(۳) صحیح ہونے کے بعد بھی ماہرین سے علاج جاری رکھا جائے۔

مدت علاج

(DURATION OF TREATMENT)

اس مرض کے 50 فیصد مریض تو بالکل ٹھیک ہوجاتے ہیں مگر علامات میں خاطر خواہ کمی تقریباً دو تین ماہ میں آتی ہے اور تقریباً چھ ماہ میں مکمل علاج ہوجاتا ہے۔ مگر ادویات عموماً مزید چھ ماہ تک جاری رکھی جاتی ہیں اور پھر بند کردی جاتی ہیں مگر اس بات کا خدشہ کچھ مریضوں میں پھر بھی رہتا ہے کہ آئندہ مرض واپس آجائے۔ اس لئے مریض پر گہری نظر رکھنی چاہیے اور مرض کی کوئی بھی علامت دوبارہ ظاہر ہوتو دوبارہ علاج کیلئے ڈاکٹر کے پاس لے آنا چاہیے۔

40 فیصد مریض ایسے ہوتے ہیں کہ چند ماہ میں ان کی علامات کم ہوجاتی ہیں یا ختم ہوجاتی ہیں مگر ان کو ہمیشہ علاج کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ چند مریض ایسے بھی ہوتے ہیں جو صحیح علاج ہونے کے باوجود ٹھیک نہیں ہوتے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس علاج سے کیا فائدہ جس میں لمبے عرصے تک ادویات استعمال کرنا پڑیں، ایسے حضرات کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ ذیابیطس اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض بھی تمام عمر ادویات استعمال کرتے رہتے ہیں۔ پھر یہی نعمت کیا کم ہے کہ کم از کم اس بیماری کا علاج تو ممکن ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی کو ایسا مرض لاحق ہوجائے جس کا کوئی علاج ہی نہ ہو۔ مثلاً سرطان یا اس قسم کا دوسرا مرض تو سوائے صبر کے اور کیا ہوسکتا ہے اگر چند گولیاں استعمال کرنے سے انسان زندگی کے معمولات انجام دینے لگے تو اسے احسان خداوندی سمجھنا چاہیے۔

بیماری کے لوٹ آنے کی علامات

مریض اور اس کے عزیز و اقربا اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ مرض دوبارہ رونما ہونے کی ابتدائی علامات کیا ہیں۔

اس کی سب سے پہلی علامت بے خوابی ہے اگر مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) کا مریض جو ادویات کے استعمال کے بعد بالکل ٹھیک ہو چکا ہو مسلسل دو راتیں جاگ کر گزار دے تو ایسی صورت میں فوری طور پر معالج سے رجوع کرنا چاہیے۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ یہ مرض بالعموم ایک ہی صورت میں ظاہر ہوتا ہے یعنی پہلی مرتبہ کسی مریض میں مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) کی جو ابتدائی علامت ہوتی ہے جب دوبارہ اس مرض کا آغاز ہوتا ہے تو ابتدائی علامات بالعموم وہی رہتی ہیں جو گزشتہ مرتبہ تھیں۔ مثلاً اگر ایک مریض میں اس مرض کی ابتدائی علامت یہ ہوتی ہے کہ اسے عجیب و غریب بدبوئیں محسوس ہوتی ہیں۔ اور ایک مریض میں بے چینی ہی مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) کی ابتدائی علامت ہوتی ہے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ جب دوبارہ یہ مرض لاحق ہو تو ابتداء میں یہی علامات پیدا ہوں گی۔ چنانچہ مریض کے اہل خانہ کو اس بارے میں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہ جیسے ہی اس میں یہ ابتدائی علامات ظاہر ہوں فوری طور پر معالج سے مشورہ کریں۔

صحت یابی کے بعد احتیاطی تدابیر

اس مرض کی علامات بالعموم اس وقت ظاہر ہوتی ہیں جب کسی فرد کو شدید دشواریوں اور مسائل کا سامنا ہوتا ہے اگر کسی کو مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) ہو چکا ہو تو مندرجہ ذیل نکات مسائل سے نبرد آزما ہونے میں بہت معاون ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) زندگی کے معمولات میں باقاعدگی:

ہر رات کم از کم سات گھنٹے سونے کی کوشش کیجئے۔ اوقات کار میں تبدیلی سے گریز کریں۔ یعنی صحت یاب ہونے کے بعد ایسی ملازمت نہ کریں جہاں اوقات کار میں آئے دن تبدیلی کا امکان ہو۔ دوران تعلیم امتحانات کی تیاری اور کام کی تکمیل مقررہ وقت سے پہلے کرنے کی کوشش کریں اور یہ کام عین وقت پر کرنے سے گریز کریں۔

(۲) چائے، کافی اور سگریٹ کے استعمال میں اعتدال:

چائے، کافی اور سگریٹ کے استعمال سے اوّل تو اجتناب ہی برتیں اور اگر ان چیزوں کا استعمال کریں تو اس کو حد اعتدال سے بڑھنے نہ دیں۔

(۳) نشہ آور ادویات سے پرہیز:

چرس، ہیروئن، خواب آور ادویات اور دیگر نشہ آور اشیاء کے استعمال سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔ کیونکہ یہ اشیاء مالیخولیا (SCHIZOPHRENIA) سے ملتی جلتی دیگر شدید ذہنی بیماریوں کا باعث ہو سکتی ہیں۔

(۴) مسائل سے یکے بعد دیگرے نبرد آزما ہوں:

ہر انسان کی زندگی میں کچھ ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں جن پر اس کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی عزیز کی موت آتشزدگی یا کوئی مالی خسارہ وغیرہ۔ کچھ ایسے حالات بھی پیش آتے ہیں جن کیلئے قبل از وقت منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے۔ مثلاً بچے کی ولادت، مکان کی تبدیلی اور نئی ملازمت وغیرہ۔

ایسی صورت میں بچے کی ولادت کے بعد فوری طور پر نئے مکان میں منتقلی (جس پر بھاری قرضہ بھی ہو) اور ساتھ ہی نئی ملازمت یا کاروبار انتہائی غیر دانش مندانہ فعل ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ ان واقعات میں کم از کم چھ چھ ماہ کا وقفہ ہو۔ تا کہ ان سے علیحدہ علیحدہ مطابقت پیدا کی جا سکے اور یہ بات تو طے ہے کہ مسائل کے حل کیلئے اگر بروقت ماہر نفسیات سے مشورہ کر لیا جائے تو یہ انتہائی مفید ہوگا۔

(۵) گھر والوں کا رویہ:

مریض کے ساتھ گھر والوں کا رویہ مریض کی ذہنی صحت کو بحال کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ گھر والوں کو مریض سے ہمدردی سے پیش آنا چاہیے۔ اس کی کوتاہی کو درگزر کرنا چاہیے۔ اگر کسی موقع پر اس کی رہنمائی کی ضرورت ہو تو انتہائی محبت سے اسے سمجھانا چاہیے۔ اگر کسی وقت مرض کی علامات ظاہر ہوں تو گھبرانے اور مریض کو پریشان کرنے کے بجائے انتہائی سمجھداری اور حکمت سے اس کو علاج کی طرف متوجہ کرنا چاہیے۔ جن گھرانوں کے افراد جلد گھبرا جانے اور پریشانی کا برملا اظہار کرنے والے ہوتے ہیں وہ غیر شعوری طور پر مریض کو بیماری کی طرف دھکیلنے کا سبب ہوتے ہیں۔

مالیخولیا اور شادی

ہم سے اکثر مریض اوران کے والدین اس بارے میں سوال کرتے ہیں کیونکہ ایک غلط تصور ہمارے ہاں یہ بھی ہے کہ شادی اس مرض کا علاج ہے۔اس سوال کے جواب کا انحصار مرض کی شدت اور نوعیت پر ہے۔بعض مریضوں پر اس مرض کا حملہ بہت معمولی ہوتا ہے اور اگر بروقت علاج کرالیا جائے تو مرض سے مکمل طور پر نجات مل جاتی ہے۔ایسے افراد کی شادی علاج کی تکمیل کے بعد کی جاسکتی ہے۔جب کہ کچھ مریضوں کے مرض میں زیادہ شدت ہوتی ہے اور اگر بروقت علاج نہ کیا جائے تو مرض پُرانا ہونے کے باعث مریض کی شخصیت کربُری طرح متاثر کرتا ہے۔ ایسی صورت میں شادی کا فیصلہ کرنا نقصان دہ ہوسکتا ہے۔چنانچہ اس کا فیصلہ ہمیشہ ماہر معالج کے مشورے سے کرنا چاہیے۔

مالیخولیا کا کارکردگی پر اثر

مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) کے باعث کسی فرد کی زندگی کس حد تک متاثر ہوتی ہے اس کا انحصار دو باتوں پر ہوتا ہے۔

(ا) مرض کی نوعیت:

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ مرض کی ابتداء میں کسی ماہر معالج سے رجوع کرلیا جائے اور باقاعدہ علاج کروالیا جائے تو مرض کے اثرات بڑی حد تک ختم ہوجاتے ہیں۔لیکن اگر مرض پُرانا ہوجائے تو پھر ایسی صورت میں وہ نتائج پیدا نہیں ہوسکتے جو ابتداء میں علاج کرانے سے پیدا ہوسکتے تھے۔چنانچہ وہ مریض جن کے مرض کا ابتداء ہی میں علاج کرالیا گیا ہو زندگی کے معمولات پہلے کی طرح انجام دینے کے قابل ہوجاتے ہیں اس کے برعکس اگر مرض برسوں پُرانا ہو تو علاج کے باوجود مریض کی کارکردگی متاثر ہوجاتی ہے۔

مزید یہ کہ بعض امراض اور معذوریاں افراد کیلئے ایک اچھا عذر بن جاتی ہیں، بینائی کے زیاں کے بعد بعض افراد بھیک مانگنا شروع کردیتے ہیں اور بعض اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوجاتے ہیں۔اسی طرح مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) کے بعض

مریض ہمت ہار کے کام سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اپنی باقی ماندہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ممکن ہے کہ کارکردگی کا وہ معیار نہ ہو جو بیماری سے قبل تھا لیکن اس سے دل برداشتہ ہو کر ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔

(۲) کام کی نوعیت:

کچھ کام ایسے ہیں جو بہرصورت انجام دیئے جاسکتے ہیں۔ ایک مزدور، ایک استاد کے مقابلے میں مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) میں مبتلا ہونے کے باوجود اپنا کام جاری رکھ سکتا ہے یا اس بات کو یوں سمجھیں کہ اگر کسی حادثے میں ایک ڈاکٹر کی ٹانگ ضائع ہو جائے تو بھی وہ اپنا کام جاری رکھ سکتا ہے لیکن اگر فٹ بال کا کھلاڑی کسی حادثے میں اپنی ٹانگ گنوا بیٹھے تو اُسے اپنے لئے کوئی دوسرا روزگار منتخب کرنا ہوگا۔ روزگار میں تبدیلی کیلئے معالج اور ماہر نفسیات لائحہ عمل طے کرتے ہیں۔ وہ پیشے جن میں تمام وقت لوگوں سے رابطہ رکھنا ہوتا ہے مثلاً (تعلیم، سیاست، تجارت اور قانون وغیرہ) ان پیشوں کی بہ نسبت دشوار ہیں جن میں افراد سے براہ راست رابطہ نہیں ہوتا مثلاً ٹائپسٹ، اکاؤنٹنٹ اور مزدور وغیرہ۔

ابتداء میں مریض کیلئے ہماری رائے اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے سابقہ کام کو جاری رکھے لیکن اگر مریض کو اس میں دشواری محسوس ہو تو اس کی ذہنی استعداد اور دلچسپی کے مطابق اس کیلئے متبادل پیشے کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA)
اور خواتین کے مسائل

یوں تو اس مرض کی علامات خواہ کسی مرد میں ہوں یا عورت میں پورے کنبے کیلئے پریشانی کا سبب ہوتی ہیں۔ لیکن جب خواتین میں اس مرض کی علامات پیدا ہوتی ہیں تو یہ خاندان کی عزت اور وقار کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ اکثر گھرانوں میں مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) کا شکار ہونے والی لڑکیوں کو سخت سے سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ کیونکہ گھر والے ان کے رویہ کو انتہائی شرمناک سمجھتے ہیں اور نفسیاتی معالج سے مشورہ کرنے کے بارے میں تو سننا بھی پسند نہیں کرتے

مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) میں مبتلا غیر شادی شدہ لڑکیوں کے والدین اول تو یہ ماننے کو تیار ہی نہیں ہوتے کہ ان کی لڑکی کو کوئی ذہنی مرض لاحق ہے بلکہ وہ اُسے لڑکی کی بے جا ضد، بے حیائی اور مکر کو اوپری اثر خیال کرتے ہیں اور اگر کسی طرح انہیں یہ یقین ہو بھی جائے کہ ان کی بیٹی یا بہن کو ذہنی مرض لاحق ہے تو اکثر گھرانوں میں شادی کو غیر شادی شدہ لڑکیوں اور لڑکوں کے ذہنی مرض کا تیر بہدف علاج سمجھا جاتا ہے۔ جلد از جلد لڑکی کی شادی کی فکر کی جاتی ہے اور مرض کو حتیٰ الامکان خفیہ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ شادی کے بعد حالات مزید خراب ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی نمونیہ کے مریض کو برفانی ہواؤں کی زد پر چھوڑ دیا جائے، کیونکہ جو ذہن پہلے ہی حالات سے مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھا ہو اس پر مزید ذمہ داریوں کا بوجھ لاد دینا نت نئے مسائل پیدا کرتا ہے سسرال میں طرح طرح کے مسائل کھڑے ہوتے ہیں اور پھر یہ شادی بربادی پر ختم ہوتی ہے تو گھر والے اس کی ذمہ داری بھی سسرال کے ماحول اور شوہر کے رویے پر ڈال دیتے ہیں۔

شادی شدہ خواتین جب اس مرض کا شکار ہوتی ہیں تو سسرال والے اسے مکر سمجھتے ہیں۔ چونکہ اس مرض میں طرح طرح کے وہم اور شکوک ہوتے ہیں۔ اس لئے اکثر عورتیں اپنے شوہر پر طرح طرح کے شک کرتی ہیں، سسرال والوں پر طرح طرح کے الزامات لگاتی ہیں۔ نہ اپنے حلیئے اور صفائی کا خیال ہوتا ہے۔ نہ بچوں کی دیکھ بھال اور شوہر کی ضروریات کی فکر، ان تمام باتوں پر شوہر اور سسرال والے سخت برہم ہو جاتے ہیں۔ ادھر میکے والوں کو جب یہ اطلاع ملتی ہے تو وہ سارا الزام شوہر اور سسرال والوں کے سر تھوپ دیتے ہیں اور دونوں جانب سے الزامات کی ایک بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ مالیخولیا(SCHIZOPHRENIA) کسی بھی دوسرے مرض کی طرح کا ایک مرض ہی ہے جو کسی کو بھی لاحق ہو سکتا ہے۔ مرد اور عورت کی اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اس مرض کو عزت کا مسئلہ بنانے کے بجائے اگر علاج پر ابتداء ہی میں توجہ دی جائے تو صحت یابی کے امکانات بہت روشن ہو جاتے ہیں۔ اس مرض کا شکار ہونے والی خواتین کے والدین کو یہ بات بخوبی جان لینی چاہیے کہ یہ مرض محض شوہر اور سسرال والوں کے رویہ سے پیدا نہیں ہوتا۔

اس مرض کی وجوہات کے بارے میں ہم آپ کو بتا چکے ہیں۔علاج کیلئے بیوی، بہن یا بیٹی کو دماغی ہسپتال لے جانا کوئی قابلِ شرم بات نہیں ہے۔ہم نے ہسپتال میں خواتین کیلئے رہائش کا بالکل علیحدہ عمارت میں انتظام کیا ہے جہاں کا تمام عملہ خواتین پر مشتمل ہے۔

اس بیماری کی چند مثالیں

(ا)

سعیدہ کے والدین کے پہلے تین چار بچے ضائع ہوگئے تھے جس کے بعد ان کی بڑی بہن منتوں اور مرادوں کے بعد پیدا ہوئیں۔ان کے بعد سعیدہ کی پیدائش ہوئی۔جب ان کی عمر سات برس کی ہوئی تو والد کا انتقال ہوگیا، والد کے انتقال کے بعد کنبے کی کفالت اور پرورش تنہا والدہ نے کی۔سعیدہ نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد تدریس کی تربیت حاصل کی اور کچھ عرصے ایک اسکول میں درس وتدریس کے فرائض بھی انجام دیئے۔

سعیدہ کی عمر تقریباً چالیس برس ہے شادی کو اکیس برس گذر چکے ہیں۔اولاد کوئی نہیں ہے شوہر سے تعلقات بیماری سے پہلے خوشگوار تھے،اولاد کی خواہش تھی۔لیکن جب ان کو ڈاکٹر نے بتایا کہ ان کے ہاں اولاد نہیں ہوسکتی تو اس کے بعد پھر کبھی اولاد کی خواہش کا اظہار نہیں کیا۔شوہر نے کہا بھی کہ کسی کا بچہ گود لے لیتے ہیں لیکن انہوں نے منع کر دیا کہ خدا نے ہمیں اولاد نہیں دی اس میں اس کی کوئی مصلحت ہوگی۔اور پھر اپنی اولاد اپنی ہوتی ہے۔گھر پر بچوں کو قرآن پڑھاتی تھیں آٹھ برس قبل یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ بچے پڑھتے کم ہیں اور شرارتیں زیادہ کرتے ہیں۔اس لئے میں انہیں نہیں پڑھاؤں گی۔اس کے بعد لوگوں سے ملنا جلنا بند کر دیا۔رفتہ رفتہ سب سے قطع تعلق کرلیا، نماز ترک کردی اور تنہائی پسند ہوتی گئیں۔والدہ کا کہنا یہی تھا کہ یہ بچپن ہی سے تنہائی پسند ہیں۔اکثر چادر میں منہ لپیٹ کر سوجایا کرتی تھیں۔پہلے ریڈیو سننے کا شوق تھا لیکن جب سے خاموش رہنا شروع کیا ریڈیو بھی بند کر دیتی تھیں کیونکہ ریڈیو کی آواز سے سوچ میں مداخلت محسوس ہوتی تھی۔دو برس قبل ریڈیو توڑ کر پھینک دیا۔

گذشتہ برس 23 مارچ سے ایک روز قبل ضد کی کہ 23 مارچ لاہور میں مناؤں گی۔شوہر ان کی ضد سے مجبور ہوکر انہیں لاہور لے گئے وہاں جا کر کہا کہ کسی ہوٹل میں نہیں رہوں گی اسٹیشن پر

رہوں گی 23 مارچ کو مینار پاکستان پر گئیں وہاں ہجوم کی وجہ سے مینار پاکستان پر جانے سے روکا گیا تو کہنے لگیں کہ لاہور آنے کا کیا فائدہ؟ میں ابھی کراچی واپس جاؤں گی۔ پھر اسی طرح 14 اگست کو راولپنڈی جانے کی ضد کی کہ 14 اگست وہیں گذاریں گے۔ ایک روز ٹی وی اٹھا کر پھینک دیا۔ ٹی وی کے وہ پرزے جو ٹوٹنے سے بچ گئے تھے۔ ہتھوڑے سے توڑ دیئے۔ ٹی وی توڑنے کی وجہ یہ تھی کہ شوہر ایک مولوی صاحب کو لے آئے تھے۔ انہوں نے سعیدہ کے کانوں میں تیل ڈالا کہ اگر کوئی بات ہوگی تو سامنے آجائے گی۔ جس پر انہوں نے بہت غصہ کیا اور کہنے لگیں، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ مجھ پر جن کا سایہ ہے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گی۔ ابھی مولوی صاحب نکلے بھی نہیں تھے کہ انہوں نے ٹی وی اٹھا کر پھینک دیا۔ اسکرین پھر بھی نہ ٹوٹا تو ہتھوڑا مار کر اسکرین توڑ دیا۔ ہتھوڑا اور اس قسم کی دوسری چیزیں اپنے لاکر میں رکھتی ہیں کیونکہ انہیں شبہ ہے کہ اگر یہ چیزیں باہر رہیں تو شوہر انہیں چھپا دیں گے۔ بجلی کے میٹر کے متعلق کہنے لگیں کہ یہ کیوں گھوم رہا ہے۔ اسے نہیں گھومنا چاہیے اور پھر اُسے ہتھوڑے سے توڑ دیا۔ ان کے شوہر نے بتایا کہ یہ گالی گلوچ کرتی ہیں۔ مار پیٹ سے بھی گریز نہیں کرتیں۔ مہمانوں کا آنا بالکل بند کر دیا ہے۔ اگر گھر میں کوئی مرد آجائے تو کہتی ہیں کہ آپ ہمارے گھر نہ آیا کریں اور شوہر سے کہتی ہیں کہ آپ ان سے کہیں باہر جا کر ملیں۔ اگر کوئی عورت آجائے تو کہتی ہیں کہ میں آپ سے ملنا نہیں چاہتی۔ کھانا مزیدار پکاتی ہیں، جب تک شوہر نہ آجائے کھانا نہیں کھاتیں۔ شدید غصہ ہو تو اس روز کھانا نہیں پکاتیں۔

صفائی کا خیال صرف اس حد تک رکھتی ہیں کہ کپڑے تبدیل کر لیتی ہیں۔ لیکن گھر کی صفائی پر کبھی توجہ نہیں دی۔ گھنٹوں سوچوں میں گم رہتی ہیں۔ ہمیشہ بند کمرے میں رہنا پسند کرتی ہیں۔ بعض اوقات اس کیفیت میں اس حد تک شدت آجاتی ہے کہ سوائے حوائج ضروریہ کہ کمرے سے باہر نہیں نکلتیں۔ کمرے میں ہمیشہ اندھیرا کئے رہتی ہیں۔ نیند بہت کم آتی ہے۔ شوہر کا کہنا ہے کہ انہیں کبھی رات میں سوتے نہیں دیکھا گیا۔ دن میں اگر سوتی ہوں تو اس کا شوہر کو علم نہیں۔ اکثر شکایت کرتی تھیں کہ انہوں نے مجھے رات بھر سونے نہیں دیا، تفصیل کبھی نہیں بتائی کہ کس نے سونے نہیں دیا۔ ہر شخص کو اپنا دشمن سمجھتی ہیں۔ شوہر پر شک رہتا ہے کہ کچھ پڑھوا کر نہ لائے ہوں۔ اس لیئے گھر کی ہر چیز تالے میں رکھتی ہیں۔ حتٰی کہ باورچی خانے کو بھی تالا لگایا ہوا تھا کہ شوہر کھانے میں کچھ ملا نہ دیں۔

تقریباً چار برس قبل ڈاکٹر کو دکھایا تھا انہوں نے اسٹیلا زین (STELAZINE) تجویز کی تھی لیکن سعیدہ نے وہ گولیاں نہیں کھائیں کہ ان میں نشہ ہے ڈاکٹر نے دوا تبدیل بھی کی لیکن پھر بھی انہوں نے دوا استعمال نہیں کی۔ شوہر کا خیال تھا کہ ان پر آسیب ہے اس لئے مزید علاج کی کوشش نہیں کی۔

اس کیفیت میں علاج میں سب سے بڑی دشواری یہ پیش آتی ہے کہ مریض دوا استعمال نہیں کرتے۔ چونکہ سعیدہ کے گھر میں بھی شوہر کے علاوہ کوئی فرد نہیں تھا جو دوا کھلانے کی ذمہ داری قبول کرتا، شوہر بھی ملازم ہیں لہٰذا وہ بھی باقاعدگی سے دوا نہیں کھلا سکتے تھے۔ لہٰذا فوری طور پر ہسپتال میں داخل کر کے علاج کیا گیا۔ ہسپتال میں قیام کے دوران یہ بھی دیکھنے کا موقع مل گیا کہ کون سی ادویات زیادہ موثر ہو سکتی ہیں، ساتھ ہی مشینی علاج بھی دس بار کیا گیا۔ سعیدہ کے علاج کیلئے ایسا لائحہ عمل تیار کیا گیا جو سہل اور قابل عمل ہو۔ چنانچہ دوا انجکشن کے ذریعے دی گئی جس کا اثر بالعموم دس پندرہ دن رہتا ہے۔ سعیدہ کو ایک ماہ بعد ہسپتال سے رخصت کیا گیا۔ اس وقت تک وہ کافی بہتر ہو گئی تھیں۔ توڑ پھوڑ بالکل نہیں کرتی تھیں۔ شکوک وشبہات بھی بہت کم ہو گئے۔ بے خوابی کی شکایت بھی رفع ہو گئی تھی۔ ہسپتال سے رخصت ہوتے وقت ہر پندرہ روز بعد انجکشن لگوانے کا مشورہ دیا گیا۔ ساتھ ہی کیمیڈرین (KEMADRIN) پانچ ملی گرام کی ایک گولی صبح، دوپہر، شام استعمال کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

یہ علاج ابھی جاری ہے۔ سعیدہ کو ایک ماہ میں دو مرتبہ ہسپتال آنا ہوتا ہے۔ موجودہ ذہنی کیفیت کے پیش نظر اس بات کا امکان ہے کہ ایک ماہ میں صرف ایک ہی ٹیکے کی ضرورت پڑے گی۔ اس طرح دوا کی مقدار کم کردی جائے گی۔

(۲)

پچیس سالہ مہ جبیں کے والدین نے بتایا کہ گزشتہ آٹھ برس سے ان کی طبیعت خراب ہے۔ میٹرک تک طبیعت بہتر تھی جیسے ہی کالج میں داخلہ لیا طبیعت خراب ہو گئی، خاموش رہنے لگیں۔ زیادہ تر لیٹی رہتی ہیں۔ خاموش رہتی ہیں کسی سے بات نہیں کرتی ہیں۔ امریکن کلچرل سینٹر میں انگریزی سیکھنے کیلئے داخلہ لیا۔ وہاں ایک لڑکے سے ان کی بات چیت ہوئی۔ اس نے گھر آنے کا کہا، مہ جبیں

نے انتظام کیا لیکن وہ نہیں آیا۔ دوبارہ بھی وقت دے کر وہ نہیں آیا۔ اس کے بعد اس نے سینٹر آنا بھی چھوڑ دیا۔ تو مہ جبیں نے بھی وہاں جانا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سے یہ کیفیت ہوگئی کہ ہر ایک سے بحث کرنے لگیں۔ والدین کا بھی خیال نہیں رکھتیں۔ گھر سے چلی جاتی ہیں۔ اگر منع کریں تو کہتی ہیں کہ کچھ نہیں ہوگا۔ کہتی ہیں میں وحید سے شادی کروں گی۔ گھر والوں سے کہتی ہیں کہ وحید اور اس کے گھر والے آتے ہیں لیکن تم لوگ چھپا دیتے ہو۔ اپنے آپ کو بعض اوقات شادی شدہ کہتی ہیں۔ کبھی اپنے والد کیلئے کہتی ہیں کہ یہ میرے شوہر ہیں۔ ایک رات برہنہ ہوکر پھوپھی زاد بھائی کے کمرے میں جانے لگیں۔ کبھی والدہ کو ناگن کہتی ہیں۔ مہ جبیں نے بتایا کہ مجھے بہت زیادہ کمزوری ہے۔ ماہواری میں خون نہیں آتا۔ میرے پیچھے ناگ اور ناگن لگے ہیں۔ وہ میری آنکھوں کو پھوڑنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے میرا جینا حرام کردیا ہے۔ میں جنت کی حور ہوں، ناگ اور ناگن کی آواز آتی ہے کہ آنکھیں پھوڑ دے، وہ مجھے ناگن بنانا چاہتے ہیں اور میرے شوہر کو کوبرا بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوسکتی، کیونکہ میں جنت کی حور ہوں۔ ایک ناگ اور ناگن مجھے آسمان سے ساتھ لے کر آئے تھے اس وقت میں گڑیا کی طرح تھی۔ انہوں نے میری آنکھیں پھونک کر خراب کردیں۔ میں جنت کی حور ہوں۔ وہ ناگ اور ناگن مجھے آسمان پر جانے نہیں دیتے۔ وہ یہ کہہ کر مجھے آسمان سے لے کر آئے تھے کہ کہو ہم سب سانپ ہیں اور سانپ کی اولاد ہیں وہ سائے کی طرح میرے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ میرا خون چوستے ہیں اور مجھے کمزور کردیا ہے کمزوری کے باعث مجھ سے بولا نہیں جاتا ہے جو مجھ سے بات کرتا ہے۔ اسے بھی وہ پاگل کردیتے ہیں تاکہ میں ٹھیک نہ ہوسکوں۔ میری آنکھوں سے وہ آنکھیں ملاتے ہیں مجھے گھور گھور کر دیکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میری آنکھیں بھی ان کی طرح ہوجائیں جب وہ آنکھیں ملاتے ہیں تو میری آنکھیں کالی ہونے لگتی ہیں۔ اندھیرا سا آجاتا ہے۔ میری وحید سے شادی ہوچکی ہے۔ میرے دو بچے ہیں۔ کیونکہ میری آنکھیں ٹھیک نہیں ہیں اس لئے وہ نظر نہیں آتے ہیں۔ میرے شوہر کو وہ کوبرا (COBRA) بنانا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں آیتیں پڑھ کر اپنے شوہر اور بچوں پر پھونکتی رہتی ہوں۔ ناگن اور کوبرا (COBRA) جب سانس لیتے ہیں تو میرا سینہ خشک ہونے لگتا ہے۔ میرا خون لیا جارہا ہے۔ میں جنت کی حور ہوں مجھے کسی سے شرم نہیں ہے میری شادی ہوچکی ہے اس لئے کپڑے اتار دیتی ہوں کہ چاند کی روشنی میرے لئے ضروری ہے۔ میرے لئے جنت سے کپڑے

آئیں گے۔ ناگن اور کوبرا(COBRA) میرا پیچھا چھوڑ دیں تو میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔ میں جنت کی حور ہوں اس لئے میرے ماں باپ نہیں ہیں۔

مریضہ کو فوری طور پر ہسپتال میں داخل کر لیا گیا اور مندرجہ ذیل ادویات تجویز کی گئیں۔

(۱) موڈ یکیٹ، پچیس ملی گرام کا ٹیکہ فوری طور پر۔

(۲) کمیڈرین، پانچ ملی گرام کی گولی آدھی صبح، دوپہر، شام۔

(۳) نیند کی گولی رات کو نیند نہ آنے کی صورت میں۔

(۴) مشینی علاج۔

داخلے کے اگلے روز مریضہ نے کہا، میں جنت کی حور ہوں اس لئے مجھے سب باتوں کا پتہ چل جاتا ہے پتہ چل گیا کہ میں بچوں گی نہیں۔ ناگ ناگن اور اس کا بچہ تینوں میرا خون چوستے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں جنت میں واپس نہ جا سکوں ایک مریضہ کو کتاب پڑھتے دیکھ کر کہنے لگیں، یہ کوبرا میری زندگی کی کتاب پڑھ رہا ہے۔ اس کے ہاتھ سے کتاب چھین کر پھاڑ دی کہ کوبرا سانپ نے میری زندگی کی کتاب پر قبضہ جمایا ہوا ہے اس لئے میں نے اسے پھاڑ دیا۔

مریضہ کا علاج انہی ادویات سے جاری رہا۔ نو روز کے بعد موڈ یکیٹ 25 ملی گرام کا ٹیکہ دوبارہ دیا گیا۔ ابتداء میں مشینی علاج ہر روز کیا جاتا رہا۔ لیکن تین دن بعد جب طبعیت کچھ بہتر ہو گئی تو ایک روز کے وقفے سے یہ علاج کیا گیا اور بعد میں ہفتہ میں دو بار مشینی علاج کیا گیا۔ کل دس بار مشینی علاج ہوا۔ مریضہ کل چوبیس روز ہسپتال میں رہیں۔

ہسپتال میں قیام کے دوران خون اور پیشاب کا معائنہ ہوا اور سینہ کا ایکسرے کروایا گیا (تمام داخل مریضوں کے خون، پیشاب اور سینہ کا ایکسرے ہوتا ہے) لیکن کسی جسمانی بیماری کی نشاندہی نہیں ہوئی۔ ہسپتال سے رخصت کے وقت کسی قسم کے شکوک وشبہات اور اوہام نہیں تھے اور مریضہ نے کہا، یہ سب باتیں میرے ذہن کی پیداوار تھیں۔ پھر وہ بیرونی مریض کی حیثیت سے آتی رہیں اور موڈ یکیٹ کا ٹیکہ ہر پندرہ دن بعد دیا گیا۔ کچھ عرصے بعد اُداسی اور گھبراہٹ کی علامات پیدا ہو گئیں تو رد اداسی ادویات تجویز کی گئیں اور یہ ادویات ابھی تک جاری ہیں۔ مالیخولیا کی کوئی علامت دوبارہ پیدا نہیں ہوئی۔